السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

1۔ مونچھوں والے شخص کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے ؟

2۔ کیا سیاہ خضاب لگانا درست ہے یا کس حالت میں لگانا چاہیے ۔ ابن ماجہ کے اندر جو حدیث ہے کہ تمہاری عورتیں رغبت کرتی ہوں اور تمہارے دُشمن کے دل میں رعب پیدا ہو۔ کیا یہ حدیث صحیح ہے کئی لوگوں نے اس حدیث پر عمل کیا ہے ۔ وضاحت فرمائیں ۔

3۔ داڑھی کتنی رکھنی چاہیے ایک مولوی صاحب نے بتایا ہے کہ داڑھی صرف ایک مٹھ رکھنی چاہیے اس سے کم نہ ہو زیادہ رکھنا ثواب ہے ۔ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت کریں ۔

(عبدالحمید، گاؤں سہالہ ڈاک خانہ ایوبیہ توحید آباد علاقہ گلیات تحصیل وضلع ایبٹ آباد)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

مونچھوں اور داڑھی کا حکم

جواب ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

1 ۔ "عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ : قَصُّ الشَّارِبِ ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ ، وَالسِّوَاكُ ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ ، وَقَصُّ الأَظْفَارِ ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ ، وَنَتْفُ الإِبِطِ ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ " (صحیح مسلم 1/223(261)

"دس خصلتیں فطرت میں سے ہیں جن میں سے مونچھیں تراشنا اور داڑھی بڑھانا بھی ہے ۔ "

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے :

2 ۔ "خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَفِّرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ) ، ولهما عنه أيضاً : (أحفوا الشوارب وأعفوا اللحى) ، وفي رواية : (أنهكوا الشوارب وأعفوا اللحى "

(متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح کتاب اللباس باب الترجل (4421)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "مشرکوں کی مخالفت کرو۔ داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو پست کرو اور ایک روایت میں ہے : داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو اچھی طرح کاٹو۔ "

ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے :

3 ۔ "فقلنا : يارسول الله صلى الله عليه وسلم !إن أهل الكتاب يقصون عثانينهم ويوفرون سبالهم ، قال صلى الله عليه وسلم قصوا سبالكم ، ووفروا عثانينكم ، وخالفوا أهل الكتاب "

(مسند احمد 5/264) اس حدیث کو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری 10/354 میں اور علامہ عینی نے عمدۃ القاری 22/50 میں حسن قرار دیا ہے)

"ہم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !اہل کتاب داڑھیوں کو کاٹتے اور مونچھوں کو چھوڑتے ہیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تم مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔ "

مندرجہ بالا تین احادیث سے معلوم ہوا کہ مونچھیں کاٹنا یا پست کرنا اور داڑھی بڑھانا فطرت اسلام میں داخل ہے اور داڑھی کٹانا ، مونچھیں بڑھانا فطرت اسلامی کو بدلنا اور اہل کتاب یہود ونصاریٰ کی علامت ہے ۔ لہذا جو شخص مونچھیں بڑھاتا ہے ، کاٹتا نہیں وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرتا ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت عذاب الیم کو دعوت دینے کے مترادف ہے ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ٦٣ ... سورالنور

"پس جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، ان کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی آفت آن پڑے یا ان پر کوئی دردناک عذاب اُترے۔"

باقی رہا داڑھی کی مقدار کا مسئلہ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے اور اس کے متعلق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ الفاظ مروی ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

"فحصل خمس روایات اعفوا واوفوا وارخوا وارجوا ووفروا ومعناها کلها ترکها علی حالها ہذا ہو الظاہر من الحدیث الذی یقتضی الفاظہ"

(شرح مسلم للنووی 1/129)

"پانچ روایات مروی ہیں اعفوا، اوفوا، ارخوا، ارجوا، ووفروا ان سب کا معنی یہ ہے کہ داڑھی کو اپنی حالت پر چھوڑ دو۔ اس حدیث کے ظاہری الفاظ اسی بات کا تقاضا کرتے ہیں۔

لہذا جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے اور اسے کاٹنا اہل کتاب کی علامت بتائی گئی ہے تو داڑھی کو اسی کے حال پر چھوڑ دینا ہی منشائے ایزدی ہے۔ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے ہوتے ہوئے کسی دوسری بات کی طرف توجہ کرنا درست نہیں۔

داڑھی تراشنے کے حق میں ایک روایت کا جائزہ

بعض لوگ داڑھی تراشنے اور اسے کانٹ چھانٹ کرنے کے متعلق ترمذی شریف کی اس روایت سے استدلال کرتے ہیں:

"ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاخذ من لحیتہ من عرضہا وطولہا"

(ترمذی کتاب الادب باب ماجاء فی الاخذ من اللیحۃ (2762) مشکوۃ کتاب اللباس باب الترجل (4439)

"عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی کو عرض وطول سے کاٹتے تھے۔"

اگر یہ روایت درست ہوتی تو فی الجملہ داڑھی ترشوانے اور کانٹ چھانٹ کرنے پر استدلال صحیح ہوتا ہے لیکن یہ روایت انتہائی کمزور بلکہ من گھڑت ہے۔ اس کی سند میں عمر بن ہارون نامی راوی ہے جس کے بارے میں حافظ الحدیث امام ذہبی فرماتے ہیں کہ امام عبدالرحمان بن مہدی، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ متروک ہے۔ امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ کذاب خبیث ہے۔ اور امام صالح جزرہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرح کہتے ہیں۔ امام علی بن مدینی اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ضعیف جداً یعنی بے حد ضعیف ہے۔ امام ابو علی الحافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ متروک الحدیث ہے۔ امام ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں ضعف ہے۔ امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ سن کر حدیثیں بیان کرتا ہے اور محض ہیچ ہے۔ امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے۔ (تہذیب التہذیب 4/316) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ عمرو بن ہارون کہ یہ روایت بالکل بے اصل ہے۔ (ترمذی (2762) وتہذیب التہذیب 4/317) علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ اس کو موضوع یعنی من گھڑت کہتے ہیں (سلسلہ احادیث ضعیفہ 1/304) حیرت کی بات ہے اس بے اصل، من گھڑت اور بے بنیاد روایت سے نہ استدلال کیا جاتا ہے بلکہ اسے صحیح احادیث کے معارضہ میں پیش کیا جاتا ہے اور ایک ایسے نظریہ کو ثابت کیا جاتا ہے جس کا خیر القرون میں سرے سے وجود ہی نہیں ہے۔ بعض لوگ اس بے بنیاد روایت کو دلیل بنا کر داڑھی کا حلیہ اس طرح بگاڑ دیتے ہیں کہ کچھ داڑھی اوپر والے حصے سے مونڈ دی اور کچھ نیچے والے حصے سے اور چہرے پر ایک چھوٹی سی پٹی کی صورت میں چند بال رکھ لیے جو کھلم کھلا شریعت سے مذاق اور شیطان کی پیروی ہے۔ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت اور اظہار بیزاری ہے افسوس تو اس بات کا ہے کہ بڑے بڑے پڑھے لکھے اور اپنے آپ کو سکالر اور Educated سمجھنے والے لوگ اس سنت متواترہ کا نہ صرف مذاق اُڑاتے ہیں بلکہ اسے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی خارج گردانتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہم

ایک مسلم کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان (جو کہ مبنی بر وحی ہوتا ہے) سے بڑھ کر کسی اور چیز کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اور اس کی کانٹ چھانٹ نہ کی جائے۔ جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح اوپر گزر چکی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

خضاب کا حکم

جواب۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالوں کو خود بھی خضاب لگاتے تھے اور اسکی ترغیب بھی دیا کرتے تھے۔ اسی طرح خلفائے راشدین رضوان اللہ عنہم اجمعین اپنے سفید بالوں کو رنگا کرتے تھے۔ شریعت اسلامیہ میں سیاہ خضاب ممنوع وحرام ہے، اس کے علاوہ مہندی یعنی سرخ، زرد، سیاہی مائل سرخ وغیرہ جائز ومشروع خضاب ہیں۔ سیاہ رنگ کی ممانعت میں کئی ایک احادیث ہیں جن کا ان شاء اللہ بالتفصیل تذکرہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کے متعلق اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

1۔ "عن عثمان بن عبداللہ بن موہب قال: دخلتُ علی أم سلمۃ فأخرجت إلینا شَعَرًا من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مخضوبًا بالحناء والکتم"

(مسند احمد 6/296۔ 319۔ 322 بخاری کتاب اللباس باب مایذکر فی الشیب (5897) ابن ماجہ 2/1196) ابن ابی شیبہ 8/434)

"عثمان بن عبداللہ نے کہا: میں اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آیا تو انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں سے ایک بال نکالا جس کو مہندی اور کتم کا خضاب لگا ہوا تھا۔"

کتم ایک ایسی بوٹی ہے جو نرم زمین میں اُگتی ہے۔ اس کے پتے زیتون کی پتوں کی طرح ہوتے ہیں۔ چرخی وغیرہ پر چڑھ کر بلند ہوتی ہے مرچ کے دانے کی طرح اس کا پھل ہوتا ہے اس کے اندر گٹھلی ہوتی ہے جب اسے کوٹا جائے تو سیاہ رنگ ہو جاتا ہے اور اس کے پتوں کا عرق نکال کر ایک اوقی کی مقدار پیا جائے تو سخت قے آتی ہے۔ اگر کسی کو کتا کاٹ جائے تو اس کے علاج کے لیے مفید ہے اور اس کی اصل یہ ہے کہ جب اسے پانی میں ڈال کر پکایا جائے تو اس سے سیاہی نکلتی ہے جس سے لکھا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو (زاد المعاد 4/366)

2۔ "عَنْ أَبِي رِمْثَةَ، قَالَ أَتَيْتُ أَنَا وَأَبِي النَّبِيَّ، صلی اللہ علیہ وسلم وَكَانَ قَدْ لَطَخَ لِحْيَتَهُ بِالْحِنَّاءِ"

(مسند احمد 4/163 نسائی 1408 ابوداود (4208) 4/86)

"ابورمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں : میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی داڑھی مبارک کو مہندی لگائی ہوئی تھی۔"

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے :

3۔ وَأَمَّا الصُّفْرَةُ : فَإِنِّي «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا»

(احمد 110، 2/17۔ بخاری کتاب الوضوء باب غسل الرجلین فی النعلین (166) مسلم کتاب الحج (1187) نسائی (2359) ابوداود کتاب المناسک باب وقت الحرام (1772) ابن ماجہ (2322) ابن ابی شیبہ (8/442

"ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ وہ زرد رنگ کا خضاب لگاتے تھے۔ میں بھی یہی پسند کرتا ہوں۔"

علاوہ ازیں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کی نفی منقول ہے جیسا کہ مسند احمد 108، 3/100۔ مسلم (2341) ابوداود (4209) ابن ماجہ 2/1198 میں ہے۔ اس کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری 10/354 میں طبری کے حوالہ سے لکھا ہے۔

"وحاصلہ أن من جرم أنہ خضب - کمافی ظاہر حدیث أم سلمۃ، وکمافی حدیث ابن عمر الماضی قریباأنہ صلی اللہ علیہ وسلم خضب بالصفرۃ حکی ماشاہدہ، وَکَانَ ذٰلِکَ فِي بَعْضِ الْأَحْيَانِ وَمَن نَفَى ذٰلِکَ كَأَنَسٍ فَهُوَ مَحْمُولٌ عَلَى الْأَكْثَرِ الْأَغْلَب من حالہ

"خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس نے بالجزم یہ بات کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا جیسا کہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ظاہر حدیث میں ہے اور جس طرح ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زرد خضاب لگایا، جو کہ قریب ہی پیچھے گزر چکی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو انہوں نے مشاہدہ کیا بیان کر دیا اور یہ کبھی کبھی ہوتا تھا۔ اور جس نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح خضاب کی نفی کی ہے وہ اکثر اور اغلب حالت پر محمول ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی خضاب بھی لگایا کرتے تھے اور اکثر نہیں بھی لگاتے تھے۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ زاد المعاد 4/367 میں رقم طراز ہیں :

ن قِيلَ قَدْ ثَبَتَ فِي الصَّحِيحِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لَمْ يَخْتَضِبِ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ قَدْ أَجَابَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ هٰذَا وَقَالَ قَدْ شَهِدَ بِهِ غَيْرُ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ خَضَبَ وَلَيْسَ مَنْ شَهِدَ بِمَنْزِلَةِ مَنْ لَمْ يَشْهَدْ فَأَحْمَدُ أَثْبَتَ خِضَابَ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَمَالِكٌ أَنْكَرَهُ"

اگر یہ کہا جائے کہ صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگایا تو کہا جائے گا اس کا جواب امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ (اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ، ابورمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کی شہادت دی ہے اور جس نے مشاہدہ کیا وہ مشاہدہ نہ کرنے والے کی منزلت پر نہیں ہو سکتا (یعنی مشاہدہ کرنے والے کی بات زیادہ قابل قبول ہوگی) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور ان کے ساتھ محدثین کی ایک جماعت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خضاب ثابت کیا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کا انکار کیا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات درست نہیں اس لیے کہ صحیح سند کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا جیسا کہ اوپر مذکورہ ہوا۔

یہود و نصاریٰ کی مخالفت کا حکم :

"عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : أعفوا اللحی، وخذوا الشوارب، وغیروا شیبکم، ولا تشبہوا بالیہود والنصاری "(احمد 2/356)

"ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : داڑھیاں بڑھاؤ، مونچھیں ترشواؤ اور اپنی سفیدی کو بدلو اور یہود و نصاریٰ کی مشابہت نہ کرو۔"

یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"إن الیہود والنصاری لایصبغون ، فخالفوہم"

(مسند احمد 401، 309، 260، 2/240۔ بخاری کتاب احادیث الانبیاء (3462) وکتاب اللباس باب الخضاب (5899) مسلم کتاب اللباس والزینہ (80) النسائی 8/137 (5087) ابوداود کتاب الترجل باب فی الخضاب (4203) ابن ماجہ 2/1196 ابن ابی شیبہ 8/431 عبدالرزاق 11/154)

"یہودی و عیسائی (اپنے بالوں کو) رنگتے نہیں۔ تم ان کی مخالفت کرو۔"

(نسائی کی روایت میں فاصبغوا یعنی تم رنگو کے الفاظ بھی ہیں)

جائز خضاب

ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :

1 ۔ "خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَشْيَخَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ بِيضٌ لِحَاهُمْ ، فَقَالَ : يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ ، حَمِّرُوا وَصَفِّرُوا وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ" (مسند احمد 5/264)

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے بوڑھے افراد جن کی داڑھیاں سفید تھیں ، کے پاس آئے تو فرمایا : اے انصار کی جماعت (داڑھیاں) سرخ کرو اور زرد کرو اور اھل کتاب کی مخالفت کرو ۔ "

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری 10/354 میں اور علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری 22/50 میں اس کی سند کو حسن قرار دیا ۔

2 ۔ "وعن أبي ذر رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : "إن أحسن ما غير تم به الشيب الحناء والكتم"

فی الخضاب (4204) ترمذی کتاب اللباس باب ماجاء فی الخضاب (1753) ابن ماجہ 2/1196) عبدالرزاق 11/153) ابن ابی شیبہ 8/433 موارد الظمآن (1475)

"ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بے شک جس چیز کے ذریعے تم اپنی سفیدی کو بدلتے ہوئے ، ان میں سے سب سے اچھی مہندی اور کتم ہے ۔ "

3 ۔ "وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال : مرَّ علی النبی - صلی اللہ علیہ وسلم - رجل قد خضب بالحناء فقال : ((ما أحسن ہذا؟)) ، قال : فمر آخر قد خضب بالحناء والکتم فقال : ((ہذا أحسن من ہذا)) ، قال : فمر آخر قد خضب بالصفرۃ فقال : ہذا أحسن من ہذا کلہ"

(ابوداود (4211) ابن ماجہ 2/1198 ابن ابی شیبہ 8/432 ابن سعد 1/440 قال الالبانی فی تحقیق المشکاۃ 2/266 اواسنادہ جید)

"ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک آدمی گزرا جس نے مہندی کا خضاب لگایا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : یہ کس قدر اچھا ہے ۔ پھر ایک اور آدمی گزرا جس نے مہندی اور کتم ملا کر لگایا ہوا تھا ۔ فرمایا : یہ اس سے بھی اچھا ہے ۔ پھر ایک آدمی اور گزرا جس نے زرد خضاب لگایا تھا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : یہ ان سب سے اچھا ہے ۔ "

مذکورہ بالا روایات میں بعض میں مطلقاً خضاب لگانے کا حکم ہے لیکن رنگ کی قید نہیں اور بعض روایات میں رنگ کا ذکر موجود ہے تو اصول شرعیہ کی رو سے مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ظہار کے کفارہ میں گردن آزاد کرنے کا ذکر فرمایا :

وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِن نِّسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ... ۳ ... سورۃ المجادلۃ

"جو لوگ اپنی عورتوں سے ظہار کر لیں پھر اپنے قول کی طرف رجوع کریں تو ایک گردن آزاد کریں ۔ "

اس آیت میں مطلق گردن کے آزاد کرنے کا ذکر ہے لیکن یہ ذکر نہیں کہ وہ غلام مومن ہو یا کافر ۔ اسی طرح قسم کے کفارہ میں بھی فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فرمایا ۔ (المائدہ :89)

لیکن قتل خطا کے کفارہ میں فرمایا :

وَمَن قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۹۲ ... سورۃ النساء

یہاں مومن غلام آزاد کرنے کا فرمایا ۔ تو پہلے دو کفاروں میں بھی مومن غلام ہی مراد ہوگا کیونکہ وہ مطلق ہیں ۔ یہ آیت مقید ہے ۔ اور مطلق کو مقید پر محمول کیا جاتا ہے ۔ اس طرح جن احادیث میں صرف رنگنے کا ذکر ہے ، ان کو ان احادیث پر منطبق کیا جائے گا جن میں جائز رنگوں کا طرز عمل ہے ۔

سیاہ خضاب کی ممانعت

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں :

"أتي بأبي قحافۃ رضی اللہ عنہ یوم فتح مکۃ ، ورأسہ ولحیتہ کالثغامۃ بیاضا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : غیروا ہذا بشیء واجتنبوا السواد"

(مسلم کتاب اللباس والزینہ باب استحباب خضاب الشیب بصفرۃ او حمرۃ و تحریمۃ بالسواد (79) نسائی (8/138 (5091) ابوداود (4204) ابن ماجہ 2/1197 ابن ابی شیبہ 8/432 عبدالرزاق 11/154 حاکم 3/244 بیہقی 7/310)

"فتح مکہ والے دن (ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد) ابوقحافہ کو لایا گیا ۔ ان کا سر اور داڑھی ثغامہ (سفید پھولوں والا درخت ہے) کی طرح سفید تھی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سفیدی کو بدلو اور سیاہی سے اجتناب کرو ۔ "

مسند احمد 3/316 ، 322 میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

«اذْهَبُوا بِهِ إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ فَلْيُغَيِّرْهُ بِشَيْءٍ وَجَنِّبُوهُ السَّوَادَ»

"انہیں ان کی بعض عورتوں کی طرف لے جاؤ۔ وہ ان کی سفیدی کو بدلیں اور سیاہی سے بچاؤ۔"

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"ویحرم خضابه بالسواد على الأصح وقيل يكره كراهة تنزيه والمختار التحريم لقوله صلى الله عليه وسلم واجتنبوا السواد" (شرح مسلم للنووی 2/199)

"اصح قول کے مطابق سیاہ خضاب حرام ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سیاہ خضاب مکروہ تنزیہی ہے۔ مختار قول حرمت کا ہے اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سیاہ خضاب سے بچو۔"

علامہ عبدالرحمان مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"واجتنبوا السواد دلیل واضح على النهى عن الخضاب بالسواد" (تحفۃ الاحوذی 3/57)

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "اجتنبوا السواد" سیاہ خضاب کی حرمت پر واضح دلیل ہے۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"ثم ان المادون فيه مقيد بغير السواد لما ارجه مسلم من حديث جابر انه صلى الله عليه وسلم قال : غَيِّرُوهُ وَجَنِّبُوهُ السَّوَادَ"

(فتح الباری 6/499)

"سیاہ خضاب کے علاوہ خضاب لگانے کی اجازت ہے اس لیے کہ امام مسلم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکلا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اس کی سفیدی کو بدلو اور اسے سیاہی سے بچاؤ۔"

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ مزید اپنی کتاب "المجموع شرح المهذب "1/323 میں فرماتے ہیں کہ :

"اتَّفَقُوا عَلَى ذَمِّ خِضَابِ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ بِالسَّوَادِ،"

"سر اور داڑھی کے بالوں کو سیاہ خضاب لگانے کی مذمت پر محدثین کا اتفاق ہے۔"

اس کے بعد فرماتے ہیں :

والصّحيح، بل الصّواب : أنّه حرام"

" صحیح بلکہ درست یہ ہے کہ سیاہ خضاب حرام ہے۔"

علامہ سفارینی نے نقل کیا ہے کہ :

"ویکرہ بالسواد اتفاقا نص علیہ" (شرح ثلاثیات مسند احمد 2/53)

"سیاہ خضاب کی کراہت پر اتفاق ہے۔ اس پر نص شرعی موجود ہے"

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے :

"قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : غيروا الشيب ولا تقربوه السواد"

(مسند احمد 3/247) صحیح الجامع الصغیر (4169،2/767)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : سفید بالوں کو بدلو اور ان کو سیاہی کے قریب نہ کرو۔"

وعن أنس بن مالك قال : كنّا يومًا عند النّبيّ صلى الله عليه وعلى آله وسلم فدخلت عليه اليهود فرآهم بيض اللّحى، فقال : ((مالكم لا تغيرون)) ؟ فقيل : إنّهم يكرهون، فقال النّبيّ صلى الله عليه وعلى آله وسلم : ((لكنّكم غيّروا وإيّاي والسّواد"

(مجمع الزوائد 5/160 طباخری 5/163 وقال الهيثمي وهو حديث حسن)

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا : ہم ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہودی آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سفید داڑھیاں دیکھ کر فرمایا۔ تمھیں کیا ہے تم انہیں رنگتے کیوں نہیں۔ کہا گیا کہ یہ ناپسند کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (اے مسلمانو) لیکن تم رنگ بدلو اور ہم سیاہی سے بچیں گے۔"

علامہ ہیثمی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند حسن ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہواکہ بالوں کی سفیدی کو بدلنے سے کراہت کرنا یہودیوں کا کام تھا۔ مسلمان سیاہ خضاب سے اجتناب کرتا اور دیگر خضاب پسند کرتا ہے۔

وعَنِ ابنِ عبَاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: (يَكُونُ قَومٌ يَخضِبُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ، كَحَوَاصِلِ الحَمَامِ، لَا يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الجَنَّةِ"

(مسند احمد 1/273۔ نسائی 8/138(5090) ابوداود(4212) بیہقی 7/311)

"ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانے میں ایک قوم ہوگی جو کبوتر کے پوٹوں کی طرح سیاہ خضاب لگائیں گے۔ وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گے۔"

یہ حدیث بھی سیاہ خضاب کی ممانعت پر صراحتاً دلالت کرتی ہے کیونکہ اس میں وعید شدید ہے۔

"عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: یکون فی آخر الزمان قوم یسودون اشعارھم لا ینظر اللہ الیھم "

(مجمع الزوائد 5/164 المعجم الاوسط للطبرانی (3815) اسنادہ جید)

"ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو اپنے بال سیاہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر (رحمت) نہیں کرے گا۔"

" عن ابی درداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَن خَضَبَ بِالسَّوَادِ سَوَّدَ اللّٰہُ وَجھَہُ یَومَ القِیَامَۃِ"

(مجمع الزوائد 5/166)

"ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سیاہ خضاب لگایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ سیاہ کرے گا۔"

مذکورہ بالا چھ احادیث سے معلوم ہوا کہ سیاہ خضاب کی شریعت میں بڑی مذمت آئی ہے اور اس پر شدید وعید فرمائی گئی۔ اس لیے یہ حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے علامہ ابن حجر مکی نے سیاہ خضاب کو اپنی کتاب الزواجر عن اقتراف الکبائر 1/261 میں کبیرہ گناہوں میں لکھا ہے۔ علاوہ ازیں داڑھی یا سر کے بالوں کو شادی بیاہ، یا کسی کاروباری سلسلے کے لیے سیاہ کرنا دھوکہ اور فراڈ ہے۔ اپنے بڑھاپے کو چھپانا اور جوانی ظاہر کرنا ہے۔ اور دھوکہ دہی اور اصلیت چھپانا بھی شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حرام ہے۔

سیاہ خضاب کے حق میں ایک روایت کا جائزہ

جو لوگ سیاہ خضاب نکاح یا جہاد کے موقعہ پر لگانے کا جواز پیش کرتے ہیں وہ ابن ماجہ کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں، جو اس سند سے مروی ہے:

ثنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ الصیرفی محمد بن فراس حدثنا عمر بن الخطاب بن زکریا الراسی حدثنا دفاع بن دغفل السدوسی عن عبدالحمید بن صیفی عن ابیہ عن صُہَیبِ الخَیرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ: (اِنَّ أَحسَنَ مَا اختَضَبتُم بِہِ لَھٰذَا السَّوَادُ أَرغَبُ لِنِسَائِکُم فِیکُم وَأَھیَبُ لَکُم فِی صُدُورِ عَدُوِّکُم"

(ابن ماجہ کتاب اللباس باب الخضاب بالسواد (3625)

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین خضاب جو تم لگاتے ہو وہ سیاہ رنگ کا ہے جس سے تمہاری عورتیں تمہاری طرف زیادہ رغبت رکھیں گی اور تمہارے دُشمن کے سینوں میں ہیبت ناک ہے۔"

یہ روایت ضعیف ہے اس کی چند وجوہات ہیں۔

1۔ دفاع بن دغفل سدوسی ضعیف راوی ہے۔

2۔ عبدالحمید بن صیفی لین الحدیث ہے۔

3۔ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ الراسبی کے بارے تقریب (ص: 10) میں لکھا ہے مقبول ہے اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ تقریب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

((السادسۃ: مَن لیس لہ من الحدیث الا القلیل ولم یثبت فیہ ما یترک حدیثہ من اجلہ، والیہ الاشارۃ بلفظ: مقبول، حیث یتابع، والا فلین الحدیث))

"یعنی چھٹی قسم وہ ہے کہ جس راوی کی روایتیں بالکل تھوڑی ہوں لیکن اس کے بارے میں جرح قادح ثابت نہ ہو متابعت کی صورت میں اس کی روایت قبول ورنہ لین الحدیث یعنی کمزور راوی ہے۔ چونکہ اس کی متابعت نہیں اس لیے یہ روایت ضعیف ہے۔"

4۔ عبدالحمید کے والد صیفی بن حبیب کو بھی تقریب میں مقبول کہا گیا ہے۔ اس کی متابعت بھی نہیں ملی۔

5۔ اس میں انقطاع بھی ہے امام ذہبی میزان 2/14 میں راقم ہیں:

"عبدالحمید بن زیاد بن صیفی بن حبیب عن ابیہ عن جدہ قال البخاری لا یعرف سماع بعضھم من بعض"

اس سند کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض راویوں کا بعض سے سماع معروف نہیں لہذا یہ روایت کسی طرح بھی حجت نہیں ہو سکتی۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

جلد 2۔کتاب الطهارۃ۔صفحہ نمبر 113

محدث فتویٰ